ہوا تو سب سے پہلے ان سے ان کے عظیم بھائی قائداعظم کی رنگین تصویر کی نقاب کشائی کے لیے درخواست کی گئی۔ اس موقع پر طلبا یونین کی طرف سے انہیں خراج عقیدت پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ آپ نے اپنے عظیم بھائی کی تصویر کی نقاب کشائی کے لیے ہماری دعوت کو قبول کر کے ہمیں ایک بہت بڑے اعزاز سے نوازا ہے۔ ہمارے لیے یہ باعث صد افتخار ہے کہ آپ جیسی صفات رکھنے والی شخصیت ہمارے ساتھ اس عظیم قائد کو خراج تحسین پیش کرنے کے عمل میں ہمارے ساتھ شریک ہے۔ ''ہم آپ سے اس شخص کی تصویر کی نقاب کشائی کی درخواست کر رہے ہیں جس نے قیام پاکستان کی شکل میں ایک عظیم اور تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ہمیں اس وقت اس کارنامے کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہے لیکن وقت گذرنے کے ساتھ آئندہ نسلوں پر اس کی اہمیت واضح ہو جائے گی اور اس وقت وہ حقیقی معنوں میں اس کارنامے کو خراج تحسین پیش کر سکیں گے۔ غیر متبدل انداز میں صداقت کے ساتھ ان کے لگاؤ، مقصد کے ساتھ ان کی لگن اور ان کے سیاسی تدبر اور دانشمندی نے دوست اور دشمن سب سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ جس طرح انہوں نے مسلمانوں کو جو پارٹیوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے تھے ایک قابل شناخت متحدہ قوم کی شکل دی ہے وہ دنیا کے سیاستدانوں کے لیے ہمیشہ ایک معمہ رہے گا اور وہ ان سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے''۔[۵]

''میڈم ہمیں قومی ترقی میں تعلیم کی اہمیت کا پورا احساس ہے اور ہم آپ کی ان انتھک کوششوں کے ممنون ہیں جو آپ پاکستان میں تعلیمی ترقی کے لیے کر رہی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ علم سے آپ کی یہ محبت نوجوانوں کی اسی طرح حوصلہ افزائی کرتی رہے گی تاکہ وہ علم کے خزانوں سے اپنے ذہنوں کو آراستہ کرتے رہیں اور قوم کو ترقی کی بلندیوں تک لے جانے کی کوشش میں مصروف رہیں جس کے ذریعہ قوموں کی برادری میں پاکستان کو ایک باعزت مقام حاصل ہو۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اپنے عظیم قائد کے کردار کو اپنے لیے مشعل راہ بنا کر ایمان، اتحاد اور تنظیم کے اصولوں پر عمل پیرا رہیں گے جنہیں ہمارے قائد نے ہر پاکستانی نوجوان کے لیے لائحہ عمل قرار دیا۔ اسی کے ساتھ ہم آپ کی درازیٔ عمر کے لیے دعا گو ہیں''۔[۶]

قائداعظم کی تصویر کی نقاب کشائی کے بعد پرنسپل نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کی جس کا آغاز انہوں نے مادرملت کی آمد پر اظہار مسرت سے کیا اور کہا:

میڈم آپ قوم کے دل میں ایک یکتا اور لاثانی مقام رکھتی ہیں۔ قائداعظم کی عزیز ترین ہمشیرہ کی

حیثیت سے، ان کی قریب ترین رفیق کار کی حیثیت سے، ان کے آخری عمر کے جفاکش سالوں میں ان کو آرام وسکون پہنچانے والی شخصیت کی حیثیت سے آپ کو ہر پاکستانی کی محبت اور احترام کا لازوال استحقاق حاصل ہے۔ آپ نے ہمارے ملک میں مصیبت زدہ اور غریب لوگوں کے ساتھ ہمدردی، بے یار و مددگار مہاجرین کی امداد اور مسائل کے بوجھ سے لاچار عوام کے مفادات کی تائید کے ذریعہ اس رشتہ کو اور مضبوط کر دیا ہے۔ اس طرح آپ عوام کی نظر میں نسوانیت کا بہترین نمونہ ہیں۔ اسی لیے آج ہمارے درمیان آپ کی موجودگی کالج کی تاریخ میں ایک یادگار دن ہے۔[۷]

پرنسپل نے پاکستان کے حالات کے تناظر میں اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

جمہوریت بغیر دانشمند قیادت کے ایک مضحکہ خیز مرغی خانہ بن جاتی ہے جہاں ہر جانور اپنی بولی بولتا ہے۔ قوم کا مستقبل پاکستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ وہی ماضی، حال اور مستقبل کے درمیان ایک واسطہ ہیں۔ جس مشکل دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں مستحکم قیادت ہی وقت کی ضرورت ہے۔ قائداعظم گو آج ہمارے درمیان میں نہیں ہیں لیکن ہمیں ان کی خوبیوں کو اپنے ذہنوں میں اجاگر رکھنا چاہیے۔ وہ آج نہیں ہیں مگر انہوں نے جو کارنامہ سر انجام دیا، جن مقاصد کو انہوں نے حاصل کرنے کی کوشش کی اور اپنے عمل سے جو مثال انہوں نے ہمارے لیے چھوڑی وہ ہمیشہ باقی رہے گی۔ ان کارناموں سے جو سبق ہم حاصل کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر کام کو مکمل طور پر اور پوری توجہ کے ساتھ کرو۔ قائداعظم میں محنت سے کام کرنے کی بے انتہا صلاحیت تھی۔ وہ ہر مسئلے کی مکمل تفصیلات کو اپنے قابو میں رکھتے تھے۔ ان کی تقاریر سے ان کے نظریات کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کی کامیابی کا راز مسائل پر ان کے عبور اور توجہ کی مرکوزیت پر ہے۔ کسی مسئلہ پر عبور حاصل کرنے کے لیے وہ نہ صرف اس کے وسیع پہلوؤں پر نظر رکھتے تھے بلکہ اس کی معمولی معمولی تفصیلات پر بھی اپنی توجہ مرکوز کرتے۔ ان کے اس عمل پر ان کے دوست حیرت زدہ تھے اور ان کے دشمن حسد کرتے تھے۔ معاملات پر ان کی توجہ محض اتفاقیہ نہ ہوتی تھی۔ یہی ان کی کامیابی اور سربلندی کا راز تھا۔[۸]

پرنسپل نے ایک اور پہلو کی طرف توجہ دلائی اور کہا:

قائداعظم نے ایک پیغام ہمارے لیے چھوڑا ہے اور وہ اخلاص نیت کا ہے۔ یعنی ہم ہر کام خلوص نیت کے ساتھ کریں۔ بعض لوگوں نے قائداعظم کی یہ کہہ کر تعریف کی ہے کہ وہ اپنے ہمعصر سیاستدانوں میں مخلص ترین اور دانشمند ترین انسان تھے۔ ان کا طرز بیان اور ان کی تقاریر کا مفہوم حقیقت پسندی پر مبنی ہوتا تھا۔ جہاں تک مفہوم کا تعلق ہے وہ لفاظی کی بجائے منطقی دلائل کو اور وضاحت کو فصاحت و بلاغت پر ترجیح دیتے تھے۔ الجھے ہوئے مسائل کو دلچسپ انداز میں بیان کرنے کا انہیں فن آتا تھا۔ حکومتی اداروں کو شامل کر کے وہ تمام سننے والوں کو اپنے خلوص اور نیک نیتی سے متاثر کرتے تھے۔ وہ اپنے مقصد پر نظر رکھتے تھے اور اس کے لیے انہوں نے آخر تک ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔ بے انتہا مشکلات کے باوجود اپنے منتخب کردہ راستے پر قائم رہے۔ اسی لیے سر اسٹیفورڈ کرپس نے انہیں بہادروں کے بہادر کا خطاب دیا۔[۹]

پرنسپل کی رپورٹ کے اختتام پر مادرملت سے خطبہ صدارت ارشاد کرنے کی درخواست کی گئی۔ مادر ملت نے سند یافتگان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

قائداعظم کی پرخلوص اور متحرک مساعی کے ذریعے یہ ملک وجود میں آیا ہے جس میں تعلیم کو بنیادی مقصد کی حیثیت حاصل ہے۔ تعلیم کا مقصد یہ شعور پیدا کرنا ہے کہ مساوی آزادی اور مساوی ترقی کے مواقع تمام افراد کو فراہم کیے جائیں۔ تعلیم کے مقاصد اسی وقت پورے ہوں گے جب تعلیم کے پروگرام اور پالیسیاں ہمارے معاشرے کے مسائل، ضروریات اور تقاضوں کے مطابق ہوں۔ جن مسائل کا ہمارے معاشرے کو سامنا ہے وہ غربت، بیماری، جہالت اور بیروزگاری ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ بغیر ہمت اور قربانی ہم کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ مجھے توقع ہے کہ آپ نے وہ تمام خصوصیات اپنے اندر پیدا کر لی ہیں جو ملت کے افراد کی بہتری کے لیے اشد ضروری ہیں۔[۱۰]

پھر انہوں نے ان خصوصیات کی وضاحت کی اور فرمایا کہ:

اشد ضروری خصوصیات میں سب پہلی خصوصیت اپنے ملک سے وفاداری ہے۔ یہ وفاداری قانون سازی اور آرڈی نینسوں کے ذریعہ نہیں آسکتی بلکہ اس کا تعلق آپ کے اندرون سے ہے جہاں سے وہ اس چیز کی خاطر ابھرے گی جسے آپ عزیز ترین سمجھتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستانی ایک دوسرے کے ساتھ مساویانہ سلوک کریں اس احساس کے ساتھ کہ سب کو زندہ رہنے، آزاد رہنے اور اپنی خوشیاں حاصل کرنے کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔ آپ کی اپنی ذات کے لیے جو آپ کے فرائض ہیں، اپنی قوم کے لیے جو آپ کے فرائض ہیں اور عالمی سطح پر جو آپ کے فرائض ہیں ان میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ ان سب فرائض کی ادائیگی کے لیے آپ ذمہ دار ہیں۔ اس ذمہ داری کے احساس پر ہی ہماری اخلاقیات کا دارومدار ہے جس کی ادائیگی دیانتداری کے ساتھ ہونا چاہیے۔[11]

مادر ملت نے واضح کیا:

تعلیم کا مقصد معاشرے میں انسان کی بہتری کا حصول ہے۔ اگر تعلیم کا دائرہ وسیع ہے تو معاشرے کے تمام بنیادی اور ثقافتی مفادات کا حصول ممکن ہوگا۔ آج کے گریجویٹ نے تکنیکی یا پیشہ ورانہ تعلیم کسی نہ کسی مضمون میں ضرور حاصل کی ہوگی لیکن وہ اتفاقیہ طور پر ہی ان فرائض کی ادائیگی کے لیے تیار ہوا ہوگا جو اس پر بحیثیت انسان، بحیثیت والدین اور بحیثیت شہری عائد ہوتے ہیں۔ بالعموم وہ کسی ایک پیشہ کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے مہارت حاصل کرتا ہے لیکن وہ ان ذمہ داریوں کے احساس سے نابلد رہتا ہے جو شہریت کے لوازمات کا تقاضا ہیں۔ ہمارے ملک کے سامنے ہمارے نوجوانوں کے لیے ایک متحدہ تعلیمی پروگرام کا نفاذ اشد ضروری ہے تاکہ قائداعظم کی تعلیمات کی مضبوط بنیادوں پر ان کی تربیت ہو سکے۔ اس کے لیے میں سفارش کروں گی کہ فوری طور پر قومی سطح پر میڈیسن، ڈینٹسٹری، نرسنگ، فارمیسی اور انجینئرنگ کی تدریس کے لیے ہماری پیشہ وارانہ ضروریات کا جائزہ لیا جائے۔ اس جائزے کے بغیر یونیورسٹی کی طرف سے جو رقوم تقسیم ہوتی ہیں، جو توانائیاں خرچ ہوتی ہیں اور جو پیشہ ورانہ مشورے دیئے جاتے ہیں وہ بیکار ثابت ہوں گے۔[12]

مادرِ ملت نے طلبہ کی مالی حالت کی طرف بھی توجہ کی اور فرمایا:

حکومت کو احساس ہونا چاہیے کہ طلبا انتہائی غربت کی حالت میں تعلیم حاصل نہ کریں جیسا کہ آج کل وہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے اساتذہ کی بھی مالی حالت درست ہونی چاہیے تاکہ وہ ایک متوازن اور ہر اعتبار سے موزوں زندگی گزار سکیں۔ قومی زندگی میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے پاکستانی کالجوں اور یونیورسٹیوں کو بڑے پیمانے پر طلبا کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اعلیٰ تعلیم کو پاکستان میں اپنا عظیم کردار ادا کرنا چاہیے اور فرد کی بہتری کے علاوہ مملکت کے اعلیٰ مفاد کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے جس کے بغیر نہ ہمارا طریقۂ حیات، نہ ہماری ثقافت اور نہ ہمارا ورثہ محفوظ رہ سکیں گے۔[۱۳]

مادرِ ملت نے اپنے خطاب میں جہالت اور ناخواندگی کو ختم کرنے اور تعلیم کو عام کرنے کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی اور فرمایا کہ "ہر تحصیل، ہر ضلعے اور ہر صوبے میں ہمیں جہالت اور ناخوندگی کا صفایا کر دینا چاہیے۔ اس کے لیے متحدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہمیں حکومت پر ہی انحصار نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کا ملک، آپ کی ملت یہ فرض آپ پر عائد کرتے ہیں کہ آپ کے بدقسمت، بھائی جو ناخواندہ ہیں انہیں خواندہ بنائیں۔ خواندگی کو عام کرنے کے لیے یہ جہاد ایک قومی فریضہ ہے اور ہر فرد کی توجہ کا مستحق ہے"۔[۱۴]

انہوں نے خصوصی طور سے ایمرسن کالج کے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

آپ میں سے بہت سے لوگ تعلیم کی تکمیل کے بعد اس ادارے کو الوداع کہہ رہے ہیں اور عملی زندگی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ عملی زندگی میں دنیا آپ کے ساتھ اس قسم کی مفاہمت نہیں کرے جو تعلیم کے دوران اس ادارے کی چہار دیواری کے اندر آپ کے ساتھ عمل میں آتی رہی۔ میں توقع کرتی ہوں اور دعا گو ہوں کہ جو تعلیم و تربیت آپ نے یہاں سے حاصل کی ہے اس کے بل بوتے پر مستقبل میں آپ اپنے مقدر کا ہمت اور یقین محکم کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ارادوں کی تکمیل میں کوئی رکاوٹیں نہیں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کی تکمیل میں آپ اپنے ملک اور اپنی ملت کے ساتھ محبت، وفاداری اور خدمت کے جذبے کو نظر انداز نہ کریں گے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ آپ کا تیقن آپ کو اپنے ملک کے دشمنوں

کا مقابلہ کرنے میں مدد دے گا وہ دشمن خواہ ملک کے اندر ہوں یا ملک کے باہر۔[۱۵]

مادر ملت نے زور دیتے ہوئے فرمایا:

اصولوں پر کبھی سودا بازی نہ کیجیے۔ عظیم لوگ اصولوں کے تحفظ میں کوئی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتے اور جب بھی کبھی اصولوں کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہ شمشیر بکف ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان دے دیں گے لیکن اصولوں کو ضائع نہ ہونے دیں گے۔ کوئی بھی لالچ ان کے اس کردار میں حائل نہیں ہوتا۔ قائداعظم نے بھی اسی اعلیٰ اصول پر عمل کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کے مسئلے پر انہوں نے کبھی سودا بازی نہیں کی لہٰذا میں اپیل کرتی ہوں کہ یہ اللہ کے سامنے، اپنے ملک کے سامنے اور اپنی ملت کے سامنے آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ استقامت کو کبھی نہ چھوڑیں۔[۱۶]

آخر میں مادر ملت نے فرمایا:

میں طلبا یونین کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے قائداعظم کی تصویر کی نقاب کشائی کے لیے مدعو کیا۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ اس ملک کے نوجوان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں قائداعظم کی مثال کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ آپ قائداعظم کی زندگی کا مطالعہ کریں اور ان کے اصولوں کو اپنائیں۔ اسی طرح آپ کے سامنے ایک ایسی شخصیت آئے گی جس نے تمام شدائد، مشکلات اور آزمائشوں کا عزم صمیم کے ساتھ اور مسلمہ صداقتوں اور راسخ العقیدہ اصولوں کی مدد سے مقابلہ کیا اور ان کا مقابلہ کرنے سے ایک لمحہ کے لیے بھی انحراف نہیں کیا۔ قائداعظم سے محبت آپ کے اندر قائداعظم کی اتباع کا جذبہ پیدا کرے گی۔ اسی میں آپ کی بہتری مضمر ہے اور یہی پاکستان کے لیے باعث افتخار ہے۔[۱۷]

مادر ملت کے یہ خطبات اور ارشادات نہ صرف ان کی عظمت ذات اور عظمت فکر کے مظہر ہیں بلکہ پاکستان کے مسائل اور قومی معاملات میں ان کی گہری دلچسپی کو ظاہر کرتے ہیں۔ کنووکیشن کے بعد مادر ملت عصرانے میں شریک ہوئیں جہاں اساتذہ اور معزز شہری ان سے ملے اور ان کے آٹو گراف لیے گئے۔ کالج کے اساتذہ کے ساتھ گروپ فوٹو بھی ہوا۔

حوالہ جات

۱۔ ڈان، ۳۱ جولائی، ۲۰۰۳ء۔

۲۔ روز نامہ نیشن، شریف المجاہد، ۸ جولائی، ۱۹۹۵ء۔

۳۔ پیام، کالج میگزین، ص ۲۰، طلبا یونین کی طرف سے سپاس نامہ۔

۴۔ پیام، ص ۱، مادرِ ملت کا سفرِ ملتان۔

۵۔ ایضاً، ص ۲۰۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ ایضاً، ص ۲۲۔

۸۔ ایضاً، ص ۲۵۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۹۔

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۹۔۳۰۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۰۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۱۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ایضاً۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۳۱۔۳۲۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۳۲۔

Institute's Publications

1.	*Uchchh: History and Architecture,* Dr. Ahmad Nabi Khan	Rs.	300/-
2.	*A Short History of Turkish Islamic State,* (Urdu Translation)	Rs.	450/-
3.	*Thatta: Islamic Architecture,* Dr. A.H. Dani	Rs.	240/-
4.	*Political Parties in Pakistan. 1947-1971,* (3 vols.), Dr. M. Rafique Afzal	Rs. Rs. Rs.	300/- 220/- 250/-
5.	*The Case for Pakistan,* Dr. M. Rafique Afzal	Rs.	150/-
6.	*Making of Pakistan: The Military Perspectives,* Dr. Noor-ul-Haq	Rs.	150/-
7.	*The Frontier Policy of Delhi Sultans,* Dr. Agha Hussain Hamadani	Rs.	150/-
8.	*Newsletters in the Orient,* Dr. Abdus Salam Khurshid	Rs.	120/-
9.	*Islam in South Asia,* Dr. Waheed-uz-Zaman and Dr. M. Saleem Akhtar (eds.)	Rs.	450/-
10.	*Exporting Communism to India: Why Moscow Failed?* Dushka H. Sayid	Rs.	150/-
11.	*Pakistani Culture: A Profile,* Dr. M. Yusuf Abbasi	Rs.	300/-
12.	*Pakistan: A Religio-Political Study,* Dr. Shaukat Ali	Rs.	350/-
13.	*Islam and Democracy in Pakistan,* Dr. M. Aslam Syed	Rs.	200/-
14.	*History of Sind (British Period 1843-1936)* Vol. 1, Dr. Laiq Ali Zardari	Rs.	200/-
15.	*N.W.F.P. Administration Under British Rule: 1901-1919,* Dr. Lal Baha	Rs.	75/-
16.	*Aspects of the Pakistan Movement,* Sikandar Hayat	Rs.	200/-
17.	*Ideology of Pakistan,* Saeed-ud-Din Ahmad Dar	Rs.	130/-
18.	*Politics and the State in Pakistan,* Dr. Muhammad Waseem	Rs.	250/-
19.	*Pakistan Resolution Revisited,* Miss. K.F. Yusuf; Dr. M. Saleem Akhtar and Dr. S. Razi Wasti (eds.)	Rs.	300/-
20.	*Islam in South Asia,* Dr. Waheed-uz-Zaman and Dr. M. Saleem Akhtar (eds.)	Rs.	450/-

محترمہ فاطمہ جناح: شب و روز

مصنف: ڈاکٹر ریاض احمد

مترجم: عذرا وقار

۱۸۹۳ء ۳۱ جولائی کو مٹھی بائی (جن کا اصل نام شیریں موسیٰ تھا) کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی، جس کا نام والدین نے فاطمہ رکھا۔ حسب مراتب کے لحاظ سے سب سے بڑے بیٹے کا نام محمد علی جناح، رحمت بائی، مریم، احمد علی، شیریں، فاطمہ اور بندے علی ہوئے۔

۱۸۹۵ء مٹھی بائی کے انتقال کے بعد جناح پونجا نے فاطمہ جناح اور دوسرے بچوں کے ساتھ بمبئی کو مستقل طور پر خیر باد کہہ دیا۔

۱۹۰۱ء ۱۷ اپریل کو جناح پونجا کا انتقال ہو گیا۔ والد کے انتقال کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے فاطمہ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔

۱۹۰۲ء تقریباً چار سال تک فاطمہ جناح نے گھر پر ہی غیر رسمی تعلیم حاصل کی تھی۔ پھر قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۰۲ء میں ان کو باندرہ کے کانونٹ اسکول میں داخل کرا دیا۔

۱۹۰۶ء سینٹ پیٹرک اسکول کھنڈالا میں داخل کرا دیا۔

۱۹۱۰ء میٹرک کا امتحان بمبئی یونیورسٹی سے پاس کیا۔

۱۹۱۳ء بطور پرائیویٹ طالبہ سینیئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا۔

۱۹۱۸ء ۱۹ اپریل کو جب قائداعظم محمد علی جناح کی شادی رتن بائی سے ہوگئی تو وہ اپنی بہن مریم کے گھر منتقل ہو گئیں لیکن ہر اتوار کو دوپہر کا کھانا اپنے بڑے بھائی کے ساتھ کھاتیں۔

۱۹۱۹ء فاطمہ جناح نے امراض دندان کے ڈاکٹر احمد ڈینٹل کالج کلکتہ میں داخلہ لے لیا۔ فاطمہ جناح کا داخلہ ڈینٹل کالج کے ہاسٹل میں تھا۔ حالانکہ بڑی بہن مریم بھی مع اہل و عیال کلکتہ میں رہتی تھیں۔

۱۹۲۲ء فاطمہ جناح نے ڈینٹسٹ کی سند حاصل کی اور واپس بمبئی آ گئیں۔

۱۹۲۳ء فاطمہ جناح کی عملی زندگی کا آغاز ہوا جب محمد علی جناح نے فاطمہ کے لیے عبدالرحمٰن سٹریٹ بمبئی میں ایک ڈینٹل کلینک کھلوا دیا۔ اس عرصہ کے دوران فاطمہ نجی کلینک کے ساتھ روزانہ دھوبی تلاؤ پر واقع میونسپل کلینک میں بھی جاتی تھیں اور بلا معاوضہ غریبوں کا علاج کرتی تھیں۔